حجرۂ نبویؐ اور بیتِ فاطمہؑ

علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ، کراچی

مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد سرکار دوعالم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، تو سات ماہ تک حضرت ابوایوبؓ انصاری کے مکان میں مقیم رہے پھر سب کاموں سے زیادہ اس بات کی فکر ہوئی کہ مسجد تعمیر کی جائے تا کہ وہاں سہولت کے ساتھ سب لوگ نماز جماعت اور نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوتے رہیں چنانچہ حضرت ایوبؓ انصاری کے یہاں قیام ہی کے زمانہ سے مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا تھا۔ جو زمین مسجد کے لئے خریدی گئی وہ خاندانِ نجّار کے دو یتیموں کی تھی اس مسجد کی تعمیر میں خود حضور انور بھی شریک رہے اور پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ لَا خَیرَ اِلَّا خَیرَ الْاٰخِرَۃَ۔ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرۃ۔'' اے اللہ! کامیابی تو صرف آخرت ہی کی کامیابی ہے۔ اے اللہ! مہاجرین وانصار کو بخش دے۔

اس مسجد کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور ستون کھجور کی شاخوں کے اور چھت کھجور کے پتوں سے بنی تھی۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد اسی سے متصل آپ نے اپنا حجرہ بھی تعمیر کرایا۔ اس وقت تک حضرت سودہؓ بنت زمعہ کے ساتھ حضور کا عقد ہو چکا تھا اور حضرت عائشہؓ بھی عقد آں حضرتؐ میں آ چکی تھیں اس لئے یہ دو حجرے ازواج رسولؐ کے مسجد ہی سے متصل تھے۔ اور ایک حجرہ اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے بنوایا جس میں حضرت علی بن ابی طالب اور سیدۂ عالم علیہا السلام کی رہائش تھی یہ مکانات بھی کچی اینٹوں کے تھے اور ان کے اندر جو حجرے تھے وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنے تھے اور ان کے دروازوں پر کمبل کے پردے پڑے رہتے تھے۔ ان دوامہات المومنین کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات کے حجرے بعد میں بنائے گئے۔ حجرۂ رسول اکرمؐ کے متصل ہی حجرۂ حضرت فاطمہ زہراؑ بھی تھا۔ اصحاب کرامؓ نے بھی مسجد نبیؐ سے متصل اپنے مکانات بنوالئے تھے۔ ان تمام مکانات کے دروازے مسجد کے صحن ہی کی طرف کھلتے تھے اور صحابہ کرامؓ ہر حالت میں مسجد کے صحن ہی سے گذرا کرتے تھے۔ مگر کچھ ہی روز میں وحی الٰہی کے تحت سرور دوعالمؐ نے اصحاب کرامؓ کو حکم دیا کہ اپنے مکانات کے دروازے دوسری جانب بنالیں اور مسجد کی طرف کے دروازے بند کردیں سوائے بیت فاطمہ علیہا السلام کے جس میں اپنے ساتھ حضرت شیر خدا علی بن ابی طالب علیہ السلام کا قیام تھا اور پھر منبر پر تشریف لاکر اعلان فرمادیا کہ سوائے میرے [1] اور علیؑ وفاطمہؑ کے گھر کے تمام گھروں کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کردیئے جائیں اور سورۂ والنجم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی جس میں اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے رسولؐ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتے بلکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وحی الٰہی کے مطابق کہتے ہیں۔ محدثین اسلام نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ عہد نبویؐ کے بعد مختلف زمانوں میں مسجد میں وسعت ہوتی رہی اور ولید بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں حجرۂ نبوی، بیت فاطمہؑ اور دوسرے تمام حجرے اور مکانات مسجد میں شامل کرلئے گئے۔

مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنوبی مشرقی سمت میں

(۱) آپؐ کے حجرے وہی تھے جن میں آپؐ کی ازواج تھیں۔

سرکار دو عالمؐ کا حجرہ ہے اور وہی حضورؐ کا مدفنِ مبارک ہے۔ اس کے قریب ہی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر کی وہ جگہ ہے جہاں آپ کا اور امیر المومنین حضرت علیؑ کا قیام تھا اور بعض روایتوں کی بنا پر اسی جگہ پارۂ جگر رسولؐ حضرت سیدۂ عالمؑ کی قبر مطہر ہے۔ حجرۂ نبوی کی ابتدائی تعمیر اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کرائی تھی۔

چونکہ امیر المومنین حضرت علیؑ نے قبر سیدۂ عالم کو پوشیدہ کر دیا تھا اس لئے اس کا احتمال ہے کہ آپ کی قبر مطہر مسجد نبوی کے احاطہ میں ہو یعنی منبر و قبر انور سرکار دو عالم کے درمیان۔ جس کے لئے حضور اکرمؐ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے: "مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ" میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر حضورؐ انور کے پائنتی جہاں بیت سیدۂ عالمؑ واقع تھا جس طرح انس کا بھی احتمال ہے کہ آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہو اور اسی بنا پر ان تمام مقامات پر حضرت سیدۂ عالمؑ کی زیارت پڑھی جاتی ہے۔

۞۞۞

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبادت اور طریق عبادت

جب تک کہ اس کی طرف سے موت کا فیصلہ نہ ہو اسے مطلوب ہے۔ اگر یہ مطلوب نہ ہوتا تو خودکشی گناہ نہ ہوتی۔

اب جب کہ ہماری زندگی اسے مطلوب ہے تو جتنے ہمارے ضروریات حیات ہیں وہ سب اس کے منشاء کی تکمیل ہیں لہٰذا اگر ہم کھانا کھائیں اور اس لحاظ کے ساتھ کھائیں کہ خالق کو مطلوب ہے تو یہ کھانا کھانا عبادت ہوگا۔ پانی پئیں اس قصد سے تو یہ پانی پینا عبادت ہوگا۔ سوئیں اس مقصد سے تو یہ سونا عبادت ہوگا۔ غرض جتنے بھی کام ہیں سب اس قصد سے کریں تو وہ عبادت ہوں گے لیکن اگر ہم کھانا کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں سب ضروریات حیات پورے کرتے ہیں تو جو خالق کا منشاء ہے وہ پورا تو رہا ہے اس لئے ہم خودکشی کے گناہ کے مرتکب نہیں ہیں مگر ہمارے یہ اعمال عبادت نہیں ہوں گے بلکہ ہمارا خیال اس سے کسی گناہ کا ہو گیا ہے تو وہ ایک طرح کی معصیت ہو جائے گی۔

ہمارا حفظان صحت خالق کو مدنظر ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو خوف ضرر کی صورت میں وضو و غسل کو تیمم سے کیوں تبدیل کیا جاتا اور روزہ کے ترک کا حکم کیوں ہوتا لہٰذا ہم اگر حفظان صحت کے لئے ورزش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ قصد ہے کہ جو ہمارے خالق کو پسند ہے تو یہ ورزش ہماری عبادت ہو جائے گی اور اگر یہ قصد نہیں ہے وہ امر تو حاصل ہو جائے گا جو منظور خالق ہے مگر عبادت کے طور پر نہ ہوگا، اس طرح بفیض نیت خالص حیوانی خواہش کی تکمیل والے کام بھی عبادت بن جائیں گے اس لئے کہ بقائے نظام نوعی کے لئے اگر جنسی تعلقات اسے مطلوب نہ ہوتے تو رہبانیت شریعت اسلام میں مذموم کیوں ہوتی لہٰذا اگر جائز ذرائع سے ان تعلقات کے قیام کے وقت مقصد الٰہی پیش نظر ہے تو وہ لذت اندوزی بھی عبادت ہوگی۔ اسی طرح اولاد کے ساتھ پیار، عزیزوں کے ساتھ محبت، سامانِ آرائش و تزئین وغیرہ سب باتیں جو دنیاداری کی ہیں، مقصد کے صحیح ہونے سے داخل عبادت ہو سکتی ہیں۔ یونہی تجارت، زراعت، صنعت وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اگر یہ قصد نہیں ہے تو وہ مقصد پورے ہوتے رہیں گے لیکن عبادت وقوع میں نہ آئے گی۔

اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کا ہر لحۂ حیات عبادت بن جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر لحہ معصیت ہو جائے اور ممکن ہے کہ انسان کے پیش نظر کوئی مقصد غلط نہ ہو اور اس طرح یہ افعال بطور جائز انجام پا جائیں لیکن رضائے الٰہی کے پیش نظر نہ ہونے سے انہیں عبادت کا درجہ حاصل نہ ہو۔

۞۞۞